نماز میں آمین بالجہر کا ثبوت

آمین کی لفظی و معنوی توجیہ

فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۲ صہ ۲۲۵ میں ہے کہ آمین اَمَّنَ کا مصدر ہے۔ یہ تمام قاریوں کے نزدیک تمام روایات کے مطابق مد اور تخفیف دونوں سے آتا ہے۔ واحدی رحمۃ اللہ علیہ نے قرأت کے امام حمزہ اور کسائی سے امالہ بھی نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ آمین اسماء افعال میں سے ہے۔ جیسے سکوت کے لیے "صہ" آتا ہے۔ وصل کی حالت میں آمین پر فتح لگتا ہے، کیوں کہ یہ بالاتفاق "کیف" کی طرح بنی ہے۔ ہاں البتہ اس پر کسرہ (زیر) نہیں لگتا، کیوں کہ کسرہ "ی" کے بعد بھاری ہوتا ہے۔ اور آمین کا معنیٰ جمہور علماء کے نزدیک "اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ" ہے۔ یعنی اے پروردگار میری دعاء قبول فرما۔

اور دوسرے بہت سے معنی بھی بیان کیے گئے ہیں جن کا مطلب قریب قریب یکساں ہے۔

امام ابوداؤد نے زہیرہ نمری صحابی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ آمین مُہر کی طرح ہے جو دستاویز پر لگائی جاتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ اگر آمین کی مہر لگادی تو واجب کردیا۔

(عون المعبود جلد ۱ صہ ۳۵۴۔ ہدایہ جلد اول صہ ۳۶۴)

آمین اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے ایک نام ہے۔ عبدالرزاق نے اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ہلال بن یساف تابعیؒ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ صاحب قاموس ابوالشیخ نے بھی روایت کیا ہے۔ درِ منثور جلد ۳ صہ ۲۱۵ میں بھی اسی طرح ہے اور عون المعبود جلد اول صہ ۳۵۲ اور تفسیر خازن جلد اول صہ ۱ پر بھی اسی طرح ہے۔

آمین کا معنیٰ ہے" اللّٰھم اسمع واستجب" یعنی اے اللہ پاک سن لے اور قبول فرمالے"
ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آمین کا معنیٰ ہے کہ "اے اللہ! اسی طرح ہو جائے"۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آمین اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے ایک نام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آمین اللہ تعالیٰ کی مہر ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہ دفع فرما دیتا ہے۔
ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آمین کا معنیٰ پوچھا تو آپؐ نے بتایا "اِفْعَلْ"، "اے اللہ! یہ کام کر دے"۔ علامہ نسفی نے مدارک التنزیل میں صفحہ ۲ پر یہ روایت بیان کی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے آمین کی تلقین کی سورہ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہونے پر اور کہا کہ یہ کتاب پر مہر لگانے کے برابر ہے۔
(تلخیص، کتاب الدعاء لابنِ ابی شیبہ و فتح البیان)
آمین اسم فعل ہے۔ معنیٰ ہے "اے اللہ سن لے اور قبول فرمالے"۔ اکثر اہل علم نے اسی طرح کہا ہے۔ قرطبی نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے، اور صحاح میں اس کا معنیٰ یہ بتایا ہے کہ "اسی طرح ہو جائے"۔ ابنِ عباسؓ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔
ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آمین کا معنیٰ پوچھا تو آپؐ نے جواب دیا کہ "رَبِّ اِفْعَلْ" "اے پروردگار! کام بنا دے"۔ جویبر نے اپنی تفسیر میں اسے روایت کیا ہے اور ترمذیؒ نے بھی یہی کہا ہے۔
آمین کا معنیٰ ہے "لا تخیب رجاءنا" "اے اللہ! ہماری امیدوں کو ناکام نہ کر"۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آمین اللہ تعالیٰ کی مہر ہے بندوں پر کہ اس کے کہنے سے پروردگار ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (روایت کیا اس کو طبرانی نے) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آمین کتاب کے اوپر مہر لگانے کے برابر ہے۔ (ابوداؤد)

نماز میں بلند آواز سے آمین کہنے کی احادیثِ مبارکہ

"عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلّٰى خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَهَرَ بِآمِيْنَ۔"
(ابوداؤد صفحہ ۱۳۴)
"حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پیچھے نماز پڑھی تو آپؐ نے بلند آواز سے آمین کہی۔"

آمین بالجہر کی تعریف یہ ہے کہ "جب زیادہ لوگ اس کو سن لیں" فقہ ابو جعفر ہندوانی (درِ مختار جلد ۱ صہ ۲۲۹) بعض مقلدین کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے کہ اس کی سند میں عبداللہ راوی مجہول ہے، یہ اعتراض صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ عبداللہ تیمی کو اسماء الرجال میں مجہول راوی شمار کیا گیا ہے اور وہ شمائل ترمذی کا راوی ہے۔ اور مذکورہ حدیث میں عبداللہ دوسی ہے، جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ہیں اور وہ مقبول ہیں اور طبقۂ ثالثہ میں سے ہیں۔ (تقریب التہذیب)

۲- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَلٰی غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ حَتّٰی یَسْمَعَ مَنْ یَّلِیْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ"

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین" تلاوت فرماتے تو آمین کہتے، یہاں تک کہ پہلی صف کے جو لوگ آپؐ کے قریب ہوتے وہ سن لیتے تھے" (یہ حدیث بلند آواز سے کہنے کی دلیل ہے)

یہ حدیث ابو داؤد، نیل الاوطار جلد ۲ صہ ۱۱، دارقطنی، مستدرک، حاکم، بیہقی وغیرہ میں ہے۔ نیز عون المعبود صہ ۲۵۲۔ فتح الباری صہ ۵۶۔ کنز العمال جلد ۳ صہ ۵۹، تفسیر ابن کثیر صہ ۵۷ جلد ۱، محلی ابن حزم جلد ۳ صہ ۲۱۳، التعلیق المجد صہ ۱۰۵، جمع الفوائد جلد ۱ صہ ۷۶ پر بھی ہے۔

۳- "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَرَکَ النَّاسُ التَّاْمِیْنَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ حَتّٰی یَسْمَعَهَا اَهْلُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَیَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ" (ابن ماجہ صہ ۱۲، تلخیص صہ ۹۶، علامہ شوکانیؒ نے کہا کہ یہ حدیث امام دارقطنیؒ نے وارد کی ہے اور کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔ اور حاکمؒ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے، شیخینؒ کی شرط پر۔ اور امام بیہقیؒ نے بھی روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عون المعبود جلد اول صہ ۲۵۲ پر بھی ہے اور عینیؒ نے شرح ہدایہ جلد ۱ صہ ۶۳۴ پر وارد کیا ہے)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین" تلاوت فرما لیتے تو آمین کہتے تھے، یہاں تک کہ پہلی صف والے سُن لیتے۔ پھر تو مسجد گونج اُٹھتی تھی۔"

اور بعض حاشیہ نگاروں نے لکھ دیا ہے کہ پہلی صف والوں کے سُننے اور اُس میں بھی جو آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوں اُن کے سننے سے جہر ثابت نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کا ایسا لکھنا صریحًا فساد ہے۔ کیونکہ متقدمین فقہاء حنفیہ اور خصوصًا صاحبِ ہدایہ نے یہ صراحت کی ہے کہ دوسرا سُن لے یہی جہر ہے۔ اور یہی فقیہ ابوجعفر ہندوانیؒ نے بھی کہا ہے۔ انھوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ روایت کے الفاظ ان حاشیہ نگاروں کی بات کو ایک دم رد کر دیتے ہیں۔ یہ حدیث آمین بالجہر کے لیے بالکل صاف اور صریح ہے۔

۴۔ "عَنْ اُمِّ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا کَانَتْ تُصَلِّیْ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ صَفِّ النِّسَآءِ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ حَتّٰی سَمِعْتُہٗ اَنَا فِیْ صَفِّ النِّسَآءِ۔" (تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی جلد اول ص۲۰۸، مجمع الزوائد ص۱۸، تعلیق المجد ص۱۰۱، طبرانی کبیر، حافظ ابن حجرؒ اور حافظ زیلعیؒ نے ہدایہ کی تخریج میں اس کو وارد کیا ہے۔ اسحٰق بن راہویہؒ نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے)

"ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عورتوں کی صف میں نماز پڑھ رہی تھیں۔ جب آپؐ نے ولا الضآلین کہا تو آمین بھی کہی، یہاں تک کہ میں نے خود (مردوں کی صفوں کے پیچھے) عورتوں کی صف میں سُنا۔"

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی زور سے آمین کہی کہ آپؐ کے پیچھے والوں نے دُور تک سُن لیا۔ سندی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے آمین بالجہر ظاہر ہے۔ (ضمیمہ حاشیہ نسائی)

۵۔ "عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ، قَالَ اٰمِیْنَ۔" (ابن ماجہ ص۱۰۱، رفع العجاجہ ص۳۰)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "ولا الضالین" کے بعد آمین کہتے سُنا ہے"

۶۔ "عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ ، وَسَمِعْنَاھَا مِنْہُ"

(ابن ماجہ ص۱۳۰ ۔ رفع العجاجۃ ص۳۰ تلخیص الجبیر ص۸۹ دارقطنی ص۱۲۷ ابن ابی شیبہ ص۲۸)

"عبد الجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ۔جب آپؐ نے "ولا الضالین" کہا تو آمین بھی کہی ۔ اور ہم نے آپؐ سے سُنا"

۷۔ "عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاْءَۃِ اُمِّ الْقُرْاٰنِ رَفَعَ صَوْتَہٗ وَقَالَ اٰمِیْنَ"

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورہ فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوتے تو اپنی آواز بلند کر کے آمین کہتے"

روایت کیا اس کو دارقطنیؒ نے اور امام حاکمؒ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔اسی طرح بلوغ المرام باب صفۃ الصلوٰۃ میں بھی ہے ۔ درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ میں بھی یہ روایت موجود ہے ۔ ابن حبان نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ جب آپؐ سورۂ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہوتے تو آواز بلند کر کے آمین کہتے ۔ حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور دارقطنی نے حسن بتایا ہے۔گویا کہ وہ اشارہ کر رہے ہیں اُس حدیث کی طرف جس کو دارقطنی اور حاکم نے زبیدی کے طریق سے روایت کیا ہے، زبیدی نے زہری سے ، زہری نے سعید اور ابوسلمہ سے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورہ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز کر کے آمین فرماتے ۔ دارقطنی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے ۔حاکم نے کہا کہ صحیحین کی شرط پر صحیح ہے ۔ امام بیہقی نے بھی حسن صحیح کہا ہے ۔امام شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۸۔ "عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہِ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ
اٰمِيْنَ مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ "

"حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جب آپؐ نے "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" پڑھا" تو آمین کہی اور اپنی آواز بلند کی "

(ترمذی۔ ابوداؤد، دارمی، ابنِ ماجہ۔ اسی طرح ابنِ ماجہ کی روایت مشکوٰۃ باب القرأۃ فی الصلوٰۃ میں بھی ہے۔ ابوعیسیٰ (امام ترمذیؒ) نے کہا کہ وائل بن حجرؓ والی حدیث حسن ہے بہت سے اہلِ علم صحابہ کرامؓ میں سے، تابعینؒ میں سے اور ان کے بعد والوں میں سے یہی مانتے ہیں کہ آمین کے ساتھ آدمی آواز بلند کرے۔ اور امام شافعیؒ بھی اسی حدیث کے مطابق کہتے ہیں۔ اور امام احمد واسحاق، اور اس بارے میں حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے احادیث آتی ہیں (عون المعبود ص ۳۵۱) مد سے مراد آواز بلند کرنے کے سوا اور کچھ بھی نہیں (عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوٰۃ میں یہی لکھا ہے) امام رافعیؒ نے وائل کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ بلند آواز سے آمین کہنا مستحب ہے (ملخص) حافظ ابنِ حجرؒ نے تلخیص میں اس کی سند کو صحیح کہا اور امام دار قطنیؒ نے بھی اس کو صحیح بتایا ہے۔ امام ابوداؤد نے خاموشی اختیار کی ہے۔ امام منذریؒ نے ترمذیؒ سے اس کو نقل کیا ہے۔ بہت سے علماء حنفیہ نے اس حدیث کو برقرار رکھا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ وائلؓ بن حجر کی حدیث صحیح ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحقؒ دہلوی۔ نے ترجمہ مشکوٰۃ میں اور ابوالطیب مدنیؒ وغیرہ نے شرح ترمذی میں اس کو صحیح لکھا ہے۔ علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے سعایہ میں لکھا ہے "آمین بلند آواز سے کہنا ہی زیادہ صحیح ہے" (یہاں تک کہ انھوں نے لکھا) کہ "یہ کہنا کہ بلند آواز سے آمین کہنا ابتداءِ اسلام میں تھا بالکل ضعیف ہے۔ اس لیے کہ امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے جو حضرت وائلؓ بن حجر سے آتی ہے۔ اور وائل رضی اللہ عنہ بالکل آخر میں اسلام لائے، جیسا کہ ابنِ حجرؒ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے"۔ تعلیق المجد میں لکھنوی لکھتے ہیں کہ مضبوط بات یہی ہے کہ دلیل کی رو سے بلند آواز سے آمین کہنا ہی قوی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ملخص)

جو لوگ آمین کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں، ان پر مذکورہ بالا حدیث کو رد کرنا دوبھر ہوگیا۔ اس لیے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ آخر ایمان لانے والوں میں سے تھے، جیساکہ

حافظ ابنِ حجرؒ نے فتح الباری میں اور شیخ عبدالحئیؒ نے سعایہ میں لکھا ہے۔ اسی طرح اس حدیث کو امام احمدؒ، ابوداؤد اور ترمذیؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ نیل الاوطار میں ہے کہ اس حدیث کو دارقطنیؒ اور ابنِ حبانؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور امام ابوداؤد نے یہ زائد لفظ روایت کیا ہے: "ورفع بہا صوتہ"۔ "اور آپؐ نے آمین کے ساتھ آواز بلند کی"۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ دارقطنیؒ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ ابنِ سیدالناس نے کہا کہ اس حدیث کو صحیح ہونا ہی چاہیے۔ علامہ عینی حنفیؒ نے بھی عمدۃ القاری جلد ۳ ص ۱۱۳ پر اس کو صحیح کہا ہے۔

۹۔ "عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ" (ابوداؤد)

"حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "ولا الضالین" کہتے تو آمین بھی کہتے اور اس کے ساتھ آواز بلند فرماتے تھے"۔

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔ (تحفۃ الاحوذی) یہ حدیث بتاتی ہے کہ اونچی آواز سے آمین کہنا سنت ہے (عون المعبود جلد اول ص ۳۵۱ نیل الاوطار جلد ۲ ص ۱۱۱) حافظ ابنِ حجر اور امام دارقطنی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابوداؤد نے خاموشی اختیار کی۔ یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ صاف، ثابت، صحیح، صریح سُنت، جو متواتر احادیث سے آتی ہے، اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آمین بلند آواز سے مشروع ہے، سورہ فاتحہ کی قرأت کے بعد (فتح الباری جلد اول)

(جاری ہے)

قارئین اکرام

- خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ۔۔۔ آپ کی معمولی سی توجہ ادارہ کو غیر ضروری محنت اور وقت کے ضیاع سے بچائے گی۔
- "حرمین" خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں ۔۔۔ شکریہ! (منیجر)